معلم انسانیت ﷺ کی شگفتہ مزاجی

تحریر: افتخار احمد سلفی

اسلام محبت، اخوت، بھائی چارہ اور ہمدردی کا دین ہے اس کی اساس ہی محبت پر ہے۔ انسانی زندگی فطرتاً حزن اور مسرت سے مرکب ہے اور متانت کے ساتھ مسکراہٹ سے ہی حیات انسانی کا قافلہ رواں دواں ہے۔ سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہے۔ کہ حضور ﷺ نے کس طرح ربانی مقصد جلیلہ کی تکمیل کے لئے اپنی حیات گرامی کا ایک ایک لمحہ وقف کر رکھا تھا اور انتہائی دلسوزی دردمندی اور سنجیدگی سے فلاح انسانی کے لئے کوشاں رہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے کسی مرحلہ پر بھی ترشروئی یا عبوست کو پسند نہیں فرمایا۔

آپ ﷺ کی زندگی حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق فطری تقاضوں کو اخلاقی معیار کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کے لئے وقف رہتی تھی۔ آپ ﷺ نے مزاح میں بھی متانت کا پہلو ہمیشہ ملحوظ رکھا اور کبھی کھلکھلا کر یا قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے بلکہ آپ ﷺ ہمیشہ تبسم تک محدود رہتے تھے ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ آیا رسول اللہ ﷺ کبھی مزاح بھی فرماتے تھے تو آپ نے فرمایا ہاں لیکن ہر کہ ومہ کے ساتھ نہیں۔ بلکہ مخاطب کے محل ومقام اور استعداد کے مطابق ایسا فرماتے تھے اسکے اندر نہ جھوٹ کی آمیزش ہوتی اور نہ اپنے بھائی کی دل آزاری ہوتی بلکہ صاف اور شگفتہ مزاجی ہوتی تھی۔

شگفتہ مزاجی کی مثالیں:۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا یارسول ﷺ دعا کیجئے میں جنت میں جاؤں، جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ وہ بڑی پریشان ہوئی اور رونے لگی جس پر آپ

ﷺ نے فرمایا کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ "انا انشا ناھن انشاء فجعلنا ھن ابکارا" (واقعہ ۵۶) اللہ تعالیٰ جوان کر کے داخل کریں گے۔ جس پر وہ خوش ہوگئی۔(مشکوۃ صفحہ ۴۱۶ باب المزاح)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ اسے کوئی سواری کا جانور عطا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا ہم تجھے اونٹنی کے بچہ کا بچہ دیں اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا۔ (کیونکہ سواری کے لئے بچہ کام نہیں دے سکتا) آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنتی ہے۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ زاہر نامی ایک دیہاتی اکثر آپ ﷺ کے لئے گاؤں کی چیزیں تحفہ کے طور پر لایا کرتا تھا آپ کو بھی اس سے بے حد انس تھا اور آپ ﷺ بھی اسے شہر کی کوئی نہ کوئی سوغات ضرور عنایت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہر ہیں زاہر کی شکل وصورت بھی اچھی نہ تھی ایک دن وہ اپنا سودا بیچ رہا تھا حضور ﷺ پیچھے سے آئے اور بے خبری سے اسے آغوش میں لے لیا اس نے کہا کون ہے مجھے چھوڑ دے مگر جب مڑ کر دیکھا تو رسول خدا تھے جس پر وہ اپنی کمر حضور ﷺ کے سینہ مبارک سے ملنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ غلام کون خرید تا ہے؟ زاہر کہنے لگا یا رسول ﷺ آپ مجھے کھوٹا سکہ پائیں گے آپ نے فرمایا مگر اللہ کے نزدیک تو بہت قیمتی ہے۔ (شرح السنہ مشکوۃ صفحہ ۴۱۷ باب المزاح)

صحابہ کرامؓ کی مثالیں:۔

سرور کائنات جہاں خود شستہ مذاق کرتے وہاں اگر صحابہ کرامؓ بھی اس نوع کا مذاق کرتے تھے تو اس سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔

حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ غزوہ تبوک کے دوران ایک بالکل چھوٹے سے خیمہ میں بیٹھے تھے کہ میں نے باہر سے سلام عرض کیا آپ

ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اندر آجاؤ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا پورا آجاؤں فرمایا پورے آجاؤ۔ (مشکوۃ صفحہ ۴۱۷۔ باب المزاح)

رسول مقبول ﷺ ایک دن صحابہ کرامؓ کے جلو میں کھجوریں کھا رہے تھے کہ شیرخدا حضرت علیؓ بھی تشریف رکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اور دیگر حاضرین کھجوریں کھا کر گٹھلیوں کو حضرت علیؓ کے آگے آگے رکھتے جا رہے تھے حضور ﷺ نے مزاحاً فرمایا کہ گٹھلیاں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ کھجوریں حضرت علیؓ نے کھائی ہیں۔ حضرت علیؓ بھی رسول اللہ ﷺ ہی کے آغوش تربیت کے پروردہ تھے انہوں نے برجستہ کہا کہ دیکھنے والا یہ بھی سمجھ سکتا ہے میں نے گٹھلیاں چھوڑیں۔ جن کے سامنے گٹھلیاں نہیں ہیں وہ شاید مع گٹھلیاں کھا گئے ہیں۔

اسی طرح حضرت صہیبؓ مشہور صحابی رسول تھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے حضرت صہیبؓ بھی کھجوریں کھانے لگے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "آنکھ آئی ہوئی ہے اور کھجوریں کھا رہے ہو"۔ جس پر حضرت صہیبؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اچھی آنکھ سے کھا رہا ہوں۔ ایک آنکھ تو درست ہے اس بدیہہ گوئی پر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔

ایک دفعہ بارگاہ رسالت میں ایک صحابی نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ مجھے میرے بت نے بہت نفع دیا" صحابہ کرامؓ نے حیرانی کے عالم میں صحابی کے منہ کی جانب دیکھا کہ بت بھلا کیسے کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے یہ صورت حال بھانپتے ہوئے صحابی نے کہا "یاحبیب کبریا ﷺ میں سفر پر روانہ ہوا۔ دوران سفر میں نے ستوؤں کا بت بنایا۔ دوران سفر کھانا ختم ہوا تو میں نے بت کو توڑ کر کھایا مجھے تو بت نے بے حد نفع دیا۔ یہ سن کر جملہ صحابہ کرامؓ ہنسنے لگے اور آنحضور ﷺ بھی مسکرا دیئے۔

ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ نے رسول اکرم ﷺ سے کہا۔ سنا ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو دنیا قحط کا شکار ہوگی۔ اس عام قحط میں دجال لوگوں کی ضیافت کرے گا جس میں انواع واقسام کے کھانے ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ اگر میں اس دور میں ہوا تو پہلے اس کے

کھانوں سے خوب پیٹ بھروں گا اور پھر اس سے منحرف ہو جاؤں گا یہ سن کر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تم اس دور میں ہوئے تو اللہ تعالیٰ اسکی نعمتوں سے بے نیاز کردے گا۔

بطور نمونہ مشتے از خروارے یہ چند مثالیں محض اسلئے درج کی گئی ہیں تاکہ یہ ثابت ہوسکے کہ نبی ﷺ اپنے ساتھیوں کے لطیف اور پاکیزہ مذاق سے کس قدر محظوظ ہوتے تھے۔ شگفتگی برجستگی اور متانت کا ایک حسین امتزاج ہوتا تھا۔

حضور ﷺ چونکہ "افصح العرب" تھے اس لئے آپ ﷺ کا ہر ارشاد فصاحت وبلاغت کی بے پایاں کیفیتوں کا امین ہوتا تھا آپ ﷺ کا مزاح شگفتگی اور پاکیزگی کا حامل تھا۔ اس سے کسی کی دلآزاری نہیں ہوتی۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے "اپنے بھائی کے ساتھ خصومت نہ کرو اور ایسا مذاق نہ کرو جس سے اسے ایذاء پہنچے اور ایسا وعدہ نہ کرو جو وفا نہ کرسکو" ایک اور مقام پر حضور ﷺ نے فرمایا خالص ایمان تک آدمی نہیں پہنچتا جب تک مزاح اور جھوٹ کو نہ چھوڑدے" ظاہر ہے کہ جب مزاح کے ساتھ جھوٹ کی آمیزش ہو جائے گی تو ایک طرف مزاح لطیف نہیں رہے گا بلکہ پھکڑپن میں بدل جائے گا اور دوسری طرف اس مزاح کا نشانہ بننے والا بات کی کسک دل میں محسوس کرے گا اور یوں دل پر ایسے زخم لگ جائیں گے جو کبھی مندمل نہ ہوسکیں گے مزاح کا مقصد تعمیر ہے تخریب نہیں طمانیت ہے دل آزاری نہیں تبسم ہے قہقہہ نہیں حضور ﷺ کی شگفتہ طبعی کے جو پاکیزہ نمونے تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں انہیں پڑھ کر لبوں سے زیادہ دل مسکراتا ہے قرآن مجید میں واضح حکم ہے۔

اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو" (الحجرات۱۱)

اسی فرمان اقدس سے اس طنز اور تضحیک کی نفی ہو جاتی ہے جس سے دلآزاری کا پہلو نکلتا ہو حضور ﷺ کے مزاح میں شگفتگی بدرجہ اتم موجود تھی مگر دلآزاری کا شائبہ بھی نہ تھا اور اسی انداز کی پیروی ہم سب پر لازم ہے یہی طریقہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق ہے۔